47643 ـ كيا ايك دن كى اقامت والا مسافر جمع اور قصر كرے گا؟

سوال

ميں اپنے والد كے ساتھ سفر پر گيا اور ايك دن رہنے كے بعد واپس آگئے كيا اس دن ہم نمازيں جمع اور قصر كر كے ادا كريں يا كہ جمع نہيں بلكہ قصر كرينگے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

اہل علم رحمہم اللہ قصر كرنے كى مدت ميں اختلاف ہے اگر محدود مدت كا قيام ہو تو قصر وگرنہ نماز پورى ادا كرنا ہو گى اس ميں بہت سے اقوال ہيں: مذاہب اربعہ كے مطابق اگر مسافر كى مدت اقامت تين يوم ہو تو وہ سفر كى رخصت پر عمل كر سكتا ہے.

ابن رشد رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

اور ان كا اس مدت اقامت ميں اختلاف جس ميں مسافر نماز قصر كر سكتا ہے بہت زيادہ ہے، اس ميں ابو عمر يعنى ابن عبد البر رحمہ اللہ نے تقريبا گيارہ اقوال بيان كيے ہيں، ليكن ان ميں سے مشہور وہ ہيں جن پر فقہاء امصار ہيں اور اس ميں ان فقہاء كے تين اقوال ہيں:

پہلا قول:

امام مالك اور اماما شافعى رحمہ اللہ كا مسلك يہ ہے كہ اگر مسافر چار يوم كے قيام كا عزم كرے تو وہ نماز پورى ادا كرے گا.

دوسرا قول:

امام ابو حنيفہ اور سفيان ثورى رحمہ اللہ كا مسلك يہ ہے كہ جب وہ پندرہ يوم كى اقامت كا ارادہ ركھے تو نماز پورى ادا كرے گا.

تیسرا قول:

امام احمد اور داود رحمہما اللہ كا مسلك يہ ہے كہ اگر وہ چار يوم سے زيادہ اقامت كا ارادہ كرے تو نماز پورى ادا كرے گا.

اس ميں اختلاف كا سبب يہ ہے كہ: شرع اس معاملہ ميں ساكت ہے، اور تحديد پر قياس سب كے ہاں ضعيف ہے، اسى ليے يہ سب اس پر مائل ہيں كہ انہوں نے اپنے مذہب كے ليے ان احوال سے استدلال كيا ہے جو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے منقول ہيں كہ آپ نے اس مدت قيام ميں نماز قصر كى، يا پھر اسے مسافر كا حكم بنايا.

ديكھيں: بداية المجتهد (1 / 122 - 123).

اس بنا پر صورت مسئولہ ميں ايك روز مدت قيام ميں نماز قصر كرنے كے متعلق آئمہ كرام كا كوئى اختلاف نہيں.

دوم:

رہا نمازيں جمع كرنے كا مسئلہ: اگر تو وہ راستے ميں ہے تو اس كے ليے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء جمع كرنا افضل ہے يا تو جمع تقديم كرے يا پھر جمع تاخير اسے جس ميں آسانى ہو كر سكتا ہے.

اور اگر وہ پڑاؤ ڈال چكا ہے (مثلا جو شخص اپنى منزل پر پہنچ گيا ہو يا پھر كچھ دير آرام كرنے كے ليے راستے ميں اترا ہو) تو اس كے ليے افضل يہ ہے كہ نمازيں جمع نہ كرے، اور اگر جمع كر لے تو اس ميں كوئى حرج نہيں كيونكہ دونوں طرح ہى جائز ہے اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہے.

شيخ محمد بن صالح العثيمين رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

قولہ: " فى سفر قصر " قصر كے سفر ميں، اس كى كلام كا ظاہر يہ ہے كہ مسافر كے ليے نمازيں جمع كرنى جائز ہيں، چاہے وہ راستے ہيں ہو يا پڑاؤ كر چكا ہو، اور علماء كرام كے ہاں يہ مسئلہ اختلافى ہے.

ان ميں سے كچھ كا كہنا ہے كہ: مسافر كے ليے اس وقت نمازيں جمع كرنى جائز ہونگى جب وہ چل رہا ہو، نہ كہ پڑاؤ كى حالت ميں ہو.

انہوں نے ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما كى اس حديث سے استدلال كيا ہے كہ:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم جب سفر ميں چل رہے ہوتے تو نمازيں جمع كرتے "

اور اس ليے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے حجۃ الوداع كے موقع پر منى ميں نمازيں جمع نہيں كيں، كيونكہ آپ

پڑاؤ کی حالت میں تھے، وگرنہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے؛ اس لیے کہ آپ نماز قصر کر رہے تھے ...

دوسرا قول:

مسافر کے لیے نمازیں جمع کرنی جائز ہیں، چاہے وہ سفر میں ہو یا پڑاؤ کر چکا ہو.

انہوں درج ذیل امور سے استدلال کیا ہے:

1 ـ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کی حالت میں غزوہ تبوك کے موقع پر نمازیں جمع کی تھیں.

2 ـ صحیحین میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث مروی ہے کہ:

" حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابطح میں پڑاؤ کیا، ایك روز آپ سرخ جبہ پہنے ہوئے نکلے اور لوگوں کو ظہر اورعصر کی نماز دو دو رکعت پڑھائی "

ان کا کہنا ہے کہ جدیث کا ظاہر بتاتا ہے کہ یہ دونوں نمازیں جمع کی گئی تھیں.

3 ـ درج ذیل حدیث ابن عباس کا عموم:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں مدینہ میں بغیر کی خوف اور بارش کے جمع کیں "

4 ـ جب بارش وغیرہ کے لیے جمع کرنا جائز ہے، تو سفر کی وجہ سے بالاولی جمع کرنا جائز ہے.

5 ـ مسافر کے لیے ہر نماز وقت میں ادا کرنے پر مشقت ہے، یا تو تھکاوٹ کی بنا پر یا پھر پانی کی قلت کے باعث یا کسی اور سبب سے.

اور صحیح یہ ہے کہ مسافر کے لیے نمازیں جمع کرنی جائز ہیں، لیکن جو سفر میں ہے اس کے لیے مستحب اور جو پڑاؤ کر چکا ہے اس کے جائز ہے مستحب نہیں، اگر جمع کرلے تو کوئی حرج نہیں، اور اگر جمع نہ کرے تو یہ افضل ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع (4 / 387 ـ 390).

مزید تفصیل کے آپ سوال نمبر (50312) کے جواب کا مطالعہ کریں.

والله اعلم .